ابن عاشور اور علال فاسی کا نظریہ فطرت

The Theory of Fitrah(Nature) of Ibn e Ashur and Allal al Fassi

Ms.Noshaba Khokhar
Lecturer, Islamabad Model College for Girls(P.G) f-7/2, Islamabad
noshabakhokharid@gmail.com

Prof. Dr. Mohyuddin Hashmi
Professor/Dean Faculty of Arabic and Islamic Studies
,AIOU,Islamabad,Pakistan
mohyuddinh@gmail.com

ABSTACT

Fitrah is an ethical attribute, quality and atomistic principal of Islamic Shariah. All the human beings are created on the Fitrah of Allah (s.w.t). Ibn e Ashur and Allal al Fassi discussed the place of Fitrah. In the Higher Objective of Shariah, Fitrah is an attribute and a method as well to explore the Wisdom. Fitrah is important to understand the Verdicts of Islamic Shariah. Fitrah's role is to preserve Islamic Shariah for the rest of the humanity. Therefore one target of Maqasid approach is to preserve it. This discussion of Firah is different in nature, from the approach of Principles of Jurisprudence(Usul al Fiqh.).This research article is an attempt to explore, to gain knowledge, to understand, and discuss Fitrah through the brilliant writings of the famous Maqasidyeen: Ibn e Ashur and Allal al Fassi.

Keywords: Fitrah(Nature), Tawhid, Islam, wahi(reveletion), Aql(wisdom), Civilization. Moral Values.

تمہید:

طاہر بن عاشور انیسویں صدی کے ربع اخیر میں پیدا ہوئے۔ بیسویں صدی کے نصف اول کے طویل عرصے تک وہ شیخ جامع زیتونہ رہے اور ساتھ ہی ساتھ فقہ مالکی کے قاضی القضاۃ کی ذمہ داریاں بھی احسن طریقے سے انجام دیتے رہے۔ ابن عاشور اپنے ایام جوانی سے بڑھاپے تک تونسی معاشرے کی اصلاح و تجدید میں بھرپور اور فعال کردار ادا کرتے رہے۔ اصلاح و تجدید کے اہم مقصد میں انہوں نے اپنے وقت کے اہم لوگوں سے رہنمائی حاصل کی۔ وہ شیخ محمد عبدہ، شیخ سالم بو حاجب، الطاہر الحداد سے متاثر ہوئے۔ اصلاح و تجدید کے جذبے کے تحت انہوں نے علمی و فکری میدان میں امت مسلمہ کی رہنمائی کی اور علمی و فکری تصانیف کا ایک عظیم ذخیرہ چھوڑا۔ مقاصد شریعت پر ان کی گراں قدر تصنیف مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ بیسویں صدی میں اس موضوع پر لکھی گئی اولین کتاب ہے۔ اس میں مقاصد شریعت اور اس کے اوصاف کے ضمن میں فطرت کا مقام و کردار اس مقالہ کا موضوع ہے۔

علال فاسی بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں پیدا ہوئے۔ وہ جامع قرویین میں کلیہ فقہ و اصول فقہ اور مقاصد شریعت کے استاد رہے۔ ابن عاشور کی مانند وہ بھی شیخ محمد عبدہ اور علامہ رشید رضا کی تعلیمات سے متاثر ہوئے۔ اپنے وطن مراکش کی آزادی اور اصلاح کی تحریکوں کے روح رواں رہے۔ انہوں نے علمی و فکری تصانیف کے علاوہ ملک کی عملی سیاست میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ وہ ملک کے دستور بنانے میں بھی پیش پیش رہے۔ ان کا مقصد مراکش کو فرانسیسی استعمار کے معاشرتی، سیاسی، اقتصادی، فکری و علمی اثرات کی تباہ کاریوں سے بچانا چاہتے تھے۔ اس کام کے لیے انہوں نے اپنے علم و خطابت، شاعری، سیاست و سفارت سبھی میادین کو استعمال کیا۔ مقاصد شریعت کے مشکل اور نفیس موضوع کو اپنے طلبہ کے لیے آسان پیرائے میں تحریر کیا۔ بعد ازاں اسے ایک کتاب بنام مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ و مکارمھا کی صورت میں مرتب کر دیا۔ اس کتاب میں فطرت کے حوالے سے ان کے نظریات پر قابل قدر مواد موجود ہے۔

مقاصد شریعت کی بنیاد کن اوصاف پر استوار ہے؟

فطرت کا شریعت سے کیا تعلق ہے؟

نصوص قرآن و سنت میں فطرت مقصد شریعت معین کرنے میں کس طرح معتبر ہے؟

ان سوالوں کے جوابات کے لیے اس موضوع کو ابن عاشور اور علال فاسی کی مبینہ کتب سے مطالعہ کر کے اخذ شدہ معلومات کا تقابلی مطالعہ کیا گیا۔ موجودہ مقالہ میں ابن عاشور اور علال فاسی کے مقاصد شریعت میں فطرت کے مقام و کردار پر ان کے نظریات و آراء کا تقابل پیش کیا گیا ہے ۔

فرضیات بحث:

1. فطرت سے مراد توحید، اسلام اور فطرت الٰہیہ ہیں۔
2. اسلامی شریعت اور فطرت لازم وملزوم ہیں۔
3. فطرت اصل خِلقت ہے۔ تمام انسانیت یکساں طور پر اس فطرت سے متصف ہے۔ شریعت اسلامیہ قیام فطرت اور اس سے متعلقہ اعمال کی حفاظت کرتی ہے۔
4. فطرت انسان کی روحانی صفت ہے۔
5. فطرت امکانات اور استطاعت کا مجموعہ ہے جس میں عقل، معرفت کے حصول کی قدرت، تہذیب کا رجحان، اطاعت و فرمانبرداری، حواس خمسہ کا استعمال، اور غیب کی تحقیق و جستجو بھی شامل ہیں۔

اہداف بحث

1. ابن عاشور کے نظریہ فطرت کو ان کی کتاب مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ اور اصول النظام الاجتماعی کی روشنی میں جاننا۔
2. علال فاسی کے نظریہ فطرت کو ان کی کتاب مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ و مکارمہا کی روشنی میں جاننا۔
3. ابن عاشور اور علال فاسی کے نظریہ فطرت کا تقابلی جائزہ لینا۔

منہج بحث

فطرت سے متعلقہ افکار و نظریات کا مطالعہ، تحلیل و تجزیہ کرتے ہوئے تقابلی جائزہ لینا۔

تعارف

فطرت کا موضوع فلسفیانہ بحث پر مبنی ہے۔ اس کے تین اہم مباحث ہیں: خدا، کائنات اور انسان۔

فطرت کا لغوی مفہوم:

فطرت کا مادہ فطر:ف۔ط۔ر ہے۔اس کا معنی ابداع اور تخلیق ہے۔"الفطرۃ:الفطر کے معنی پھاڑنے کے ہیں۔فطر کا فعل پہلی دفعہ بنانے،کھودنے،آٹا گوندھ کر روٹی بنانے وغیرہ کے معنی میں آتا ہے۔

فطرت الٰہیہ کا مفہوم:

اللہ تعالی نے اپنے لیے قرآن مجید میں فاطر السمٰوات ولارض کی ترکیب استعمال کی ہے،یعنی زمین و آسمان کو بنانے والا۔اسی طرح فطرۃ کا لفظ خلقۃ کے مترادف کے طور پر بھی آتا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:(فِطْرَتَ اللهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا)[1] اللہ کی بنائی ہوئی فطرت(اسلام) ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایاہے۔فطرت اسلام سے مراد وہ ضابطہ ہے جس پر ہر انسان کی تخلیق ہوئی ہے۔انسان کی فطرت جھوٹ بولنے کو برائی مانتی ہے۔ایک دوسرے رخ سے دیکھیں تو پتا چلتاہے کہ چاہے انسان خود جھوٹ بول لے تاہم جب اس کے ساتھ جھوٹ بولا جائے تو وہ اسے برائی گردانتاہے۔اس کا یہ عمل گواہ ہے کہ وہ جھوٹ کو معیوب سمجھتا ہے۔انسان خود تو دھوکہ دے سکتا ہے لیکن وہ معیوب سمجھتا ہے کہ اسے دھوکہ دیا جائے۔آج تک جس انسان نے بھی کم تول کر تو دیاہے،کیا کبھی اس نے اس بات کو"اچھا" جاناہے کہ اسے کم تول کر دیا جائے؟ کبھی نہیں۔

قرآن وسنت میں لفظ فطرت کا مفہوم:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی عبارات میں "فطرت" کا تقریباًبیس(۲۰)مقامات پر ذکر موجود ہے۔ان میں سے کچھ آیات درجِ ذیل ہیں:

فطر:

(اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا)[2]

ترجمہ:بے شک میں نے اپنا رخ یکسوئی سے اس کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بے مثال پیدا فرمایاہے۔

فطرکم:

(فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ)[3]

ترجمہ:پھر وہ کہیں گے ہمیں کون دوبارہ زندہ کرے گا فرمادیجیے وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا تھا۔

فطرنا:

(قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الَّذِیْ فَطَرَنَا)[4]

ترجمہ: (جادوگروں نے) کہا ہم تمہیں ہرگز ان واضح دلائل پر ترجیح نہیں دیں گے جو ہمارے پاس آچکے ہیں اس (رب) کی قسم جس نے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔

فطرنی:

(یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى الَّذِىْ فَطَرَنِىْ)[5]

ترجمہ: اے میری قوم میں اس (دعوت و تبلیغ) پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر فقط اس پر ہے جس نے مجھے پیدا فرمایا ہے۔

(وَمَا لِىَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِىْ فَطَرَنِىْ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ)[6]

ترجمہ: اور مجھے کیا ہے کہ میں اس ذات کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

(اِلَّا الَّذِىْ فَطَرَنِىْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ)[7]

ترجمہ: بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا سو وہی مجھے عنقریب راستہ دکھائے گا۔

فطرھن:

(قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الَّذِىْ فَطَرَهُنَّ)[8]

ترجمہ: (ابراہیم نے) فرمایا بلکہ تمہارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان کو پیدا فرمایا۔

یتفطرن:

(تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ)[9]

ترجمہ: کچھ بعید نہیں کہ اس (بہتان) سے آسمان پھٹ پڑیں۔

انفطرت:

(اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَ اِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ)[10]

ترجمہ: جب آسمانی کرے پھٹ جائیں گے اور جب سیارے گر کر بکھر جائیں گے۔

فاطر:

(قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ)[11]

ترجمہ: فرما دیجئے کیا میں کسی دوسرے کو اپنا دوست بنالوں اللہ کے سوا جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔

(فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِىّٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ)[12]

ترجمہ: اے آسمانوں اور زمین کے پیدا فرمانے والے تو دنیا میں میرا کارساز ہے اور آخرت میں بھی۔

(قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِى اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ)[13]

ترجمہ: ان کے پیغمبروں نے کہا کیا اللہ کے بارے میں شک ہے جو اسمانوں اور زمین کا پیدا فرمانے والا ہے۔

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا)[14]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا فرمانے والا ہے فرشتوں کو قاصد بنانے والا ہے۔

(قُلِ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّھٰدَۃِ)[15]

ترجمہ: آپ عرض کیجیے: اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود میں لانے والے، غیب اور ظاہر کا علم رکھنے والے، تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان امر کا فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

(فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوٰجًا)[16]

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود میں لانے والا ہے اسی نے تمہارے لیے تمہاری جنسوں سے جوڑے بنائے۔

فطور:

(فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ)[17]

ترجمہ: سو تم نگاہ پھیر کر دیکھو کیا تم اس میں کوئی شگاف یا خلل دیکھتے ہو۔

منفطر:

(السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِہٖ ؕ کَانَ وَعْدُہٗ مَفْعُوْلًا)[18]

ترجمہ: جس دن کی شدت کے باعث آسمان پھٹ جائے گا اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

مندرجہ بالا تمام آیات کریمہ میں فطر کے معنی پیدا کرنے، بکھرنے، پھاڑنے کے آئے ہیں۔ یہ تمام معانی دراصل اِبداع اور خلق کے ہیں۔ اِبداع کا مطلب ہے بغیر کسی سابقہ نمونے کے تخلیق کرنا۔ "فطرۃ" کا وزن "فعلۃ" ہے۔ یہ وزن نوعیت اور کیفیت پر دلالت کرتا ہے۔ "جاسۃ" کا معنی بیٹھنا ہے اور "جِاسۃ" بیٹھنے کا ایک خاص انداز ہے۔ ابن مالک نے اپنی الفیہ میں لکھا ہے:" و فَعلۃ لمرۃ کجَلسۃ و فِعلۃ لھیئۃ کجِلسۃ"۔[19]

قرآن مجید میں "فطرت" کا کلمہ انسان کے لیے اور دین کے ساتھ انسان کے تعلق کے حوالے سے استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد: فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو خاص خلقت دی ہے۔ انسان ایک خاص انداز سے پیدا ہوا ہے۔ لفظ" انسانی امتیازات" سے فطرت کا مفہوم نکلتا ہے۔ یہ ایسی صورت ہے جب ہم انسان کی اصل خلقت میں کچھ امتیازات اور خصوصیات کے قائل ہوں۔ جب ہم "فطرت انسان" کی بات کرتے ہیں تو اس کے معانی خلقت و آفرینش کے اعتبار سے انسان کے امتیازات اور اسے ملنے والی خصوصیات ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:"کل مولود یولد علی الفطرۃ[20]" "ہر مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین (بیرونی عوامل) اسے منحرف کر کے یہودی، عیسائی یا آتش پرست بنا دیتے ہیں"۔ حدیث کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے ابن اثیر[21] النہایۃ میں "فطرت" کی وضاحت میں لکھتے ہیں" الفطر "کا معنی "الإبتداء والإختراع" ہے۔ فطر کا معنی ابتدائی خلقت کے ہیں جسے دوسرے لفظوں میں ایجاد کہتے ہیں۔ یعنی ایسی خلقت جسے کسی سابقہ نمونے کے بغیر بنایا گیا ہو۔ اللہ تعالی کا کام "فطر" ہے یعنی اختراع کرنا جبکہ انسان کا کام عام طور پر تقلید کرنا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جو بھی ایجاد کرتا ہے اس میں بھی تقلید کے عناصر موجود ہوتے ہیں۔

انسان عالم طبیعی کی تقلید کرتا ہے۔ یہ عالم پہلے سے موجود ہے۔ انسان اسے نمونہ بنا کر اس کی بنیاد پر تصویر کشی کرتا ہے، مصنوعات بناتا ہے، مجسمہ سازی کرتا ہے۔ ہاں کبھی کبھی انسان ایجاد و اختراع بھی کرتا ہے اور وہ ایسا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے لیکن انسانی اختراع و ایجاد دراصل عالم طبیعی سے ہی متاثر ہے۔

فطرت ایک آئینہ ہے جو گناہوں کے اثر سے جس قدر صاف ہو اسی قدر حقیقت اعلیٰ کو منعکس کرتی ہے۔ فطرت کے بارے میں درج ذیل دو نقطہ نظر ملتے ہیں:

۱۔ فطرت قبل از وحی: فطرت بطور ماخذ خیر و شر

۲۔ فطرت بعد از وحی میں کچھ معاملات کا انسانوں پر چھوڑ دینے کا مسئلہ

علامہ ابن القیم جوزی اعلام الموقعین میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ فتوی اور قضا دونوں میں جب آپ کا نفس، ضمیر اور قلب مطمئن نہ ہوں تو آپ فتوی اور قضاء پر عمل نہ کریں۔ اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسل کی بعض روایات بھی ہیں جس میں انسان سے کسی معاملے کی اچھائی اور برائی کا فیصلہ کرنے کے لیے اپنے دل کی جانب رجوع کرنے کا حکم دیا گیا، جب حکم، فتوی، مسئلے کی بجائے دل کے فیصلے کو درست کہا گیا ہے تو یہ فطرت کی بطور خیر و شر تسلیم کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اس حوالے سے یہ احادیث قابل غور ہیں:

> "عن وابصة بن معبد رضی اللہ عنه أن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال له:جئت تسألنی عن البر والإثم فقال نعم فجمع أنامله فجعل ینکت بهن فی صدری و یقول یا وابصة استفت قلبک واستفت نفسک ثلاث مرات البر ما اطمانت إلیه النفس و الإثم ما حاک فی النفس وتردد فی الصدر [22]

> ترجمہ: وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا۔ تم مجھ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ تو انہوں نے انگلیوں کو اکٹھا کر کے اس سے میرے سینے کے اوپر ضربیں لگائیں اور فرمایا اپنے دل

سے پوچھو۔ تین مرتبہ یہاں تک کہ تمہارے اندر اطمینان بھر جائے اور گناہ یہ ہے کہ تمہارے دل میں کھٹکا پیدا ہو جائے۔

فطرت اور مقاصد شریعت میں ربط:

امام شاطبی نے مقاصد شریعت اور فطرت کے درمیان ربط واضح کیا ہے کہ فطرت شریعت اسلامی کا اہم ترین وصف ہے، اور اس سے شریعت کا ایک مقصد "سماحت" وجود میں آتا ہے، عموم شریعت کی بنا پر "مساوات" کو مقصد شرعی مانا جاتا ہے، شریعت نے لوگوں کو تصرف کی جو آزادی دی ہے اس سے مذکورہ بالا صفات کی تایید ہوتی ہے۔[23]

ابن عاشور کا نظریہ فطرت:

ابن عاشور[24] نے نظریہ مقاصد شریعت "فطرت" کی روشنی میں منظم و مرتب کیا ہے۔ کلیات شریعت مصلحت پر مبنی ہوتے ہیں اسی لیے حقیقت تک رسائی کے لیے "فطرت" کی بیان و توضیح ضروری ہو جاتی ہے۔ "فطرت" کے مفہوم کی تحدید سے کلیات شریعت کا مفہوم متعین کرنے اور ان کے مقاصد جاننے میں بھی مدد ملتی ہے۔ فطرت کے مفہوم کی تحدید سے جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت کو شریعت اسلامی میں موجود اصول اور ان کی فروع سے ہم آہنگ کرنے میں مدد ملتی ہے۔ "فطرت" ایک ایسا راستہ ہے جس پر چلتے ہوئے شریعت کے مقاصد اور اس کے احکام میں موجود علتوں کو جاننا اور سمجھنا آسان اور ممکن ہو جاتا ہے۔

ابن عاشور اور مفہوم فطرت کی تحدید:

فطرت نہ صرف مصلحت کی حدود متعین کرتی ہے بلکہ یہ شریعت کے مصلحت پر مبنی ہونے کی عکاس ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر ابن عاشور نے فقہاء و مجتہدین، قضاۃ (ججز) کی توجہ "فطرت" کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلے کرنے کی طرف دلائی ہے۔ انہوں نے یہ واضح کیا کہ مقاصد شریعت کے حوالے سے فطرت کا کردار بنیادی ہے۔ وہ "فطرت" کو اسلامی شریعت کا عظیم وصف قرار دیتے ہیں جس پر مقاصد شریعت کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ فطرت پر تحقیقی بحث کرتے ہوئے ابن عاشور نے درج ذیل نکات کو زیر بحث لایا:

- اللہ تعالیٰ کے فرمان: (فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ)[25] (ترجمہ: پس آپ اپنا رخ اللہ کی اطاعت کے لیے کامل یکسوئی کے ساتھ قائم رکھیں اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا، اللہ کی پیدا کردہ میں تبدیلی نہیں ہو گی، یہ دین مستقیم ہے۔) کے اعراب کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ پھر اسی آیت کے حوالے سے مفسرین کی آراء زیر بحث لائی ہیں۔ علماء اصول کا موقف جس مقام پر قرآن میں کلام "خاص" ہو۔ اس آیت میں فطرت کا بیان ہے جس سے مکمل دین اپنے عقائد اور

شریعت کے ساتھ مراد ہے۔ اس سلسلے میں ابن عاشور نے المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز کے مفسر ابن عطیہ[26] اور الکشاف کے مفسر زمخشری[27] کے اقوال پر بحث کی ہے۔

- فطرت دراصل خلقت ہے یعنی وہ نظام جسے اللہ نے اپنی ہر مخلوق میں رکھا ہے، اسی پر اللہ نے انسان کے ظاہر اور باطن کی تخلیق کی ہے پھر عقلی فطرت کو کھول کر بیان کیا ہے۔
- ابن سینا کی "کتاب النجاۃ" میں فطرت کا معنی بھی ابن عاشور نے زیبِ بیان کیا ہے۔ ذہن کی فطرت جو کاذبہ بھی ہو سکتی ہے، سچی فطرت وہ مقدمات، آراء مشہور و محمودہ ہیں جن کی تصدیق واجب ہے چاہے کل کی شہادت دے کر کی جائے یا اس میں سے اکثر کی، یا علماء و فضلاء کی شہادت دی جائے۔ ابن سینا نے آگاہ کیا ہے کہ فطرت کو نفوس سے جڑے ہوئے، مدرکاتِ باطنہ نہ سمجھ لیا جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے علماء، حکماء اور عقلاء کو فطرت کو تمییز کرنے کی شدید رغبت دلائی ہے۔ یعنی فطرت "مدرکات" اور "وجدان" سے الگ شے ہے۔
- فطرت نفسی انسان میں وہ حالت ہے جس پر اللہ تعالی نے نوع انسانی کی عقل کو تخلیق کیا ہے اور اسے رعونات اور عادات فاسدہ کے اختلاط سے محفوظ کیا ہے۔
- اسلام کا وصف "فطرۃ اللہ" ہے اسلام جو اصول بھی لے کر آیا ہے وہ فطرت میں سے ہیں۔ ان کے بعد اصول و فروع آتے ہیں جو کہ فضائل مقبولہ ہیں۔ انہیں اسلام لایا ہے اور ان کی طرف رغبت دلاتا ہے۔
- حیاء اور وقاحۃ (وقار) جب تک کہ ضرر پہنچانے کی حد تک استعمال نہ کی جائیں فطرت کی شہادت دینے کا کردار ادا کرتی ہیں۔
- انسانی عقلی وجدان فطرت کے تحت نہیں ہے، ماسوائے حقائق اور اعتبارات کے اس فطرت میں اوہام اور تخیلات کا دخل بھی نہیں ہے۔
- عقلاء "حقائق" اور "اعتبارات" کے معاملے میں متفق ہیں اسی طرح وہ "اعتبارات و نتائج" میں بھی متفق ہیں، تاہم وہ "وہم و تخیلات" میں متفق نہیں ہیں۔ کیوں کہ وہم اور تخیلات عقلِ ضعیف کی نشانی ہیں۔ صاحبِ عقل ان نقائص سے دور ہوتے ہیں۔
- شریعت اسلامیہ قیامِ فطرت اور اس کے متعلقہ اعمال کی حفاظت کی داعی ہے۔ یہ شریعت نہ صرف فطرت کے احیاء کی دعوت دیتی ہے بلکہ اسے اختلاط سے بچانے کی داعی ہے۔
- زواج، رضاعت، تعاوض (عوض دینا)، آداب معاشرت، حفاظت نفوس، حفاظت انساب، حق کا پرچار، مخترعات یہ سب فطرت کا حصہ ہیں۔
- تشریع (قانونِ اسلامی) کا مقصد عام نہ صرف حفاظتِ فطرت آسان بنانا ہے بلکہ اسے خرق اور اختلال سے بچانا ہے۔

- جب فطرت کے تقاضوں میں تعارض ہو جائے اور عملاً انہیں جمع کرنا ممکن نہ رہے تو انہیں ترجیح کے ذریعے اولیت کے درجات پر رکھنا چاہیے اور استقامت فطرت پر باقی رہنا چاہیے۔
- "القضاء بالعوائد" کا معنی وہی ہے جو فطرت کا ہے۔[28]

"انسانیت کی فطرت اولی" میں علماء کا اختلاف:

انسانیت کی فطرت اولی کیا ہے؟ اس کے لیے علماء کی مختلف آراء کا جائزہ ضروری ہے:

1. حضرت ابو ہریرہ اور تابعی محمد ابن شہاب زہری کی رائے میں قرآن مجید اور سنت نبوی میں جہاں کہیں فطرت کا کلمہ آیا ہے اس سے مراد "اسلام" ہے۔ جیسا کہ "فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا"۔
2. زمخشری کی رائے میں اللہ تعالی نے انسان کو توحید اور اسلام کو قبول کرنے کی صلاحیت بنا کر تخلیق کیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الروم کی آیت: ۳۰ میں فطرت اور سورۃ الاعراف کی آیات: ۱۷۳، ۱۷۲ اور ۱۷۴ میں عالم ارواح میں کیے جانے والے عہد میثاق کی یاد دلائی گئی ہے۔ گویا فطرت اصلِ "خلقت" ہے۔ فطرت دینِ اسلام اور توحید ہے۔
3. فطرت بمعنی آغاز و ارتقاء: حضرت عبد اللہ بن عباس کی رائے میں فطرت کا مطلب آغاز خلقت ہے۔[29] یہ رائے سابقہ رائے کے ہی موافق معنی رکھتی ہے اور وہ یہ کہ بعض علماء نے فطرت سے مراد "مؤمنین کا اسلام" سمجھا ہے۔ اس لیے کہ اگر سب کی فطرت اسلام پر ہوتی تو کوئی کافر نہ ہوتا، حالانکہ اللہ تعالی نے جہنم کو پیدا فرمایا ہے اور بعض کو جہنم کے لیے ہی تخلیق کیا ہے جیسا کہ فرمان ہے: (وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ)[30] (ترجمہ: اور بیشک ہم نے جہنم کے لیے پیدا فرمایا۔)
4. فطرت سے مراد اسلام ہے لیکن یہ مؤمنین کا اسلام ہے، کافروں کا نہیں۔ فطرت تقدیر میں لکھی جانے والی سعادت یا شقاوت ہے جو تبدیل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: (لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللهِ)[31] (ترجمہ: اللہ کی پیدا کردہ میں تبدیلی نہیں ہو گی۔) یہ ابو اسحاق بن راہویہ حنظلی کی رائے ہے۔
5. فطرت سے مراد انسانی خلقت ہے جس میں خیر اور شر، ایمان اور کفر کو قبول کرنے کی استعداد اور صلاحیت ودیعت کر دی گئی ہے۔ بچہ جب بلوغ کو پہنچتا ہے تو اپنے شعور اور تمیز کو استعمال کرتا ہے۔ اس اختیار کے باعث مومن یا کافر ہو جاتا ہے۔
6. ابن خلدون انسان کے اجتماعی اور معاشرتی مزاج کو مد نظر رکھتے ہوئے انسانی فطرت کو اپنی اصل خلقت میں خیر اور شر دونوں کو قبول کرنے کی استعداد کا بتاتے ہیں۔ ان کی رائے میں انسانی فطرت اور قوت عاقلہ کی بنا پر شر کے مقابلے میں خیر کے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔
7. ابن عاشور کے مطابق فطرت ایمان اور کفر اور اسی طرح خیر اور شر کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت ہے جس کے ذریعے انسان توحید کا اقرار کرتا ہے اور اس کے تقاضے پورے کرنے کی سعی

کرتا ہے۔ اس رائے کی مزید وضاحت ہمیں ابن عاشور کی تفسیر میں آیت (كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً)[32] (ترجمہ: ابتداء میں سب لوگ ایک ہی دین پر جمع تھے۔) کی وضاحت میں ملتا ہے۔ اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ شروع سے انسان کی دو حالتیں رہی ہیں۔ ایک حالت کا تعلق حضرت آدم کی تخلیق سے تھا جس کے ذریعے انسانیت میں توحید، ہدایت اور صلاح اصل فطرت تھی۔ تمام لوگوں کی پیدائش اسی فطرت پر ہوئی ہے۔

قرآن مجید کی نصوص کا استقراء کیا جائے تو یہ مفہوم ان چند نصوص سے بھی ہم آہنگ ہو جاتا ہے جو کہ فطرت اور دین کو مقابلے میں لے آتی ہیں۔ یہ نصوص واضح کرتی ہیں کہ خیر فطرت صحیحہ ہے جب کہ شر ایک عارضہ اور بیماری ہے جو اس فطرت کو لاحق ہو جاتا ہے۔ اس عارضہ سے بچاؤ کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے انبیاء کو مبعوث کیا۔

ابن عاشور نے فطرت میں اس عارضہ کے چار اسباب بیان کیے ہیں:

1. ایسا سبب جو انسان کی تخلیق کے وقت لاحق ہو۔ ایسا نادر الوجود ہے۔
2. ذاتی عقل و شعور کو استعمال کرنے سے یا کسی دوسرے کی تقلید کرنا یہاں تک کہ فطرتِ حسنہ سے دور ہو جانا جو کہ اصل فطرت ہے۔
3. ذہن میں پیدا ہو جانے والے اوہام۔
4. انسان کسی چیز کو اپنے لیے بہتر جانے اور اسے اپنی عادت بنالے۔ یہ سبب اس کی فطرت صحیحہ کو بعد میں لاحق ہوتا ہے۔[33]

ابن خلدون انسان کے اجتماعی اور معاشرتی مزاج کو مد نظر رکھتے ہوئے انسانی فطرت کو اپنی اصل خلقت میں خیر اور شر دونوں کو قبول کرنے کی استعداد کا بتاتے ہیں۔ ان کی رائے میں انسانی فطرت اور قوت عاقلہ کی بنا پر شر کے مقابلے میں خیر کے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت کو جانچنے کے وسائل بھی مہیا کیے ہیں۔ اس نے فطرت کو ایک خاص روش میں پیدا کیا ہے، جس میں تبدیلی ایک امر محال ہے۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر فرما دیا ہے (لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللهِ)[34] (ترجمہ: اللہ کی پیدا کردہ میں تبدیلی نہیں ہوگی۔) اور مزید ارشاد فرمایا: (فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللهِ تَبْدِيْلًا)[35] ترجمہ: سو آپ اللہ کی سنت میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔

فطرت اور شریعت کے مابین ہم آہنگی اور تلازم کی دلیل قرآن مجید کی آیات میں موجود ہے۔ ضرورت اس چیز کی ہے کہ مقاصد شریعت بروئے کار لانے کے لیے انسان تمام ممکنہ امکانات کو جانے اور ایسا کرنے کے لیے اپنی بھرپور استطاعت استعمال کرے۔ جلب منفعت اور دفع مضرت کے لیے بھی لازم ہے کہ انسان فطرت کے تقاضوں کو مد نظر رکھے۔

ابن عاشور کے مطابق فطرت کیا ہے؟

ابن عاشور کی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو فطرت کے درج ذیل تصورات و نظریات سامنے آتے ہیں:

- فطرت امکانات، استطاعت اور جسمانی و عقلی طاقتوں کا وہ نظام ہے جس کے ذریعے ایک مکلف احکام پر عمل کرنے پر قادر ہوتا ہے۔
- ابن عاشور نے فطرت کو "اِنها الخلقة" تحریر کیا ہے۔ اس سے مراد وہ نظام ہے جو اللہ تعالی نے اپنی ساری مخلوقات کو ودیعت کیا ہے۔
- انسان کی فطرت وہ ہے جس پر وہ ظاہری و باطنی طور پر یعنی جسمانی و عقلی اعتبار سے پیدا کیا گیا ہے۔[36]

ابن عاشور نے انسانی فطرت کی وہ تحدید و تعیین کی ہے جو ان کی رائے میں اس سے قبل آج تک کسی نے نہیں کی۔

علال فاسی کا مفہوم فطرت:

علال فاسی[37] کا نقطہ نظر ابن عاشور سے مختلف ہے۔ اور کسی قدر پیچیدہ بھی۔ ان کے ہاں فطرت کا مفہوم دو معانی کے درمیان جھول رہا ہے۔ ان کے مطابق فطرت انسان کی روحانی صفت ہے اور انسانیت کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالی نے فطرت کو انسان میں ذمہ داری کے احساس اور اس کی برداشت کے لیے پیدا کیا ہے تا کہ انسان حریت کا مفہوم جان لے[38]۔ علال فاسی کے ہاں فطرت کے تفصیلی مفہوم کا اختصار یہ ہے:

فطرت امکانات اور استطاعت کا مجموعہ ہے جس میں عقل کا کچھ حصہ، معرفت کے حصول کی قدرت، تہذیب و تمدن کا رجحان، اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ و عادت، حواس خمسہ کا استعمال، غیب کی تحقیق اور جستجو کا میلان سب شامل ہیں۔[39] اسماعیل حسنی کی رائے میں علال فاسی کا فطرت کو روحانی صفت قرار دینا ہر انسان کی صفت کی نمائندگی نہیں کرتا۔ وہ فطرت کے معانی میں ڈانواڈول ہیں۔ ان کے مقابلے میں ابن عاشور فطرت کے معانی کی تعیین باریکی سے دقیق انداز میں کی ہے۔ اس جھول کی وجہ دریافت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ لگتا ہے اس مفہوم کے پیچھے نظریہ ارتقاء کے اثرات کام کر رہے ہیں جو دور جدید میں عام طور پر تمام انسانوں اور خاص طور پر مسلمانوں پر اثر ڈال رہا ہے۔[40]

علال فاسی کے بیان کردہ اہم نظریات مقاصدیہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

اسلام دین فطرت ہے:

شریعت اسلامی آخری شریعت ہے۔ یہ شریعت آنے والے ہر زمانہ اور مکان کے لیے بھیجی گئی ہے چنانچہ اس میں ایسے اوصاف کا ہونا ازبس ضروری ہے جو تمام انسانیت کے لیے بلا تفریق رنگ و نسل یکساں مفید ہوں۔ عقول سلیمہ جن کی تصدیق کریں۔ ان اوصاف میں سے اہم صفت "فطرت" ہے۔ شریعت

اسلامی نہ صرف "فطرت" کی اہمیت سے واقف ہے بلکہ وہ اس کے مقتضیات سے زبردست ہم آہنگ اور موافق ہے۔ اسی پر انسانوں کی جبلت رکھی گئی ہے۔ اسلامی شریعت انسانی فطرت کی تکمیل کرنے والی اور اسے دنیاوی واخروی سعادتوں کی طرف رہنمائی کرنے والی اور ہاتھ پکڑ کر پہنچانے والی ہے۔ قرآن مجید میں فرمانِ الٰہی ہے:

(اِنَّ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ یَہْدِیْ لِلَّتِیْ ہِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا)[41]

ترجمہ: بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے (ف۲۸) اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے

اس مقام پر علال فاسی لکھتے ہیں:

ای انه یساعد الانسان علی ادراک اقوم الطرق و انجعها لتحقیق ما تتطلبه فطرة الانسانیة من سعادة روحیة و مادیةو هو یهدیه لذلک لانه یضع بین یدیه التعالیم التی یدرکها کل انسان بمقتضی فطرته کإنسان؛ و یجد فیها ما یحتاج إلیه من دین و شریعةو منهاج للحیاة۔[42]

ترجمہ: یعنی یہ انسان کو اس کی فطرت انسانی کے مطابق سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے جس سے وہ روحانی اور مادی مسرت حاصل کر سکے۔ اس کے لیے وہ ایسی تعلیمات دیتا ہے جو ہر انسان کو بطور انسان ضرورت ہیں۔ اس میں وہ اپنے دین، شریعت اور طریق زندگی کی رہنمائی حاصل کرتا ہے۔

اسلامی شریعت کی تعلیم، دراصل تعلیم فطرت ہے۔ علال فاسی فطرت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

واذن فلا بد من ان یکون الاسلام فیما جاء به ضامنا لسد الحاجات التی یتوقف علیها الانسان لتکوین مدنیته کإنسان؛ولذلک فلن تجد فی الشریعة الاسلامیة شیئا منافیا للفطرة الانسانیة۔۔۔فلا بد من تحریم التشریح للاساءة مع مراعاة القصد فی البغض بترتیب الجزاء بحسب نوع الاساءة علی المسیء۔[43]

ترجمہ: یہ ضروری ہے کہ اسلام جن حاجات کے پورے ہونے کی ضمانت لے کر آیا ہے، اور جو انسان کو انسان بنانے کے لیے ضروری ہوں، اسی لیے شریعت اسلامی میں کوئی چیز انسان کی فطرت کے منافی نہیں۔۔۔ ضروری ہے کہ شریعت برائی کو بغض کی وجہ سے حرام قرار دے اور تاکہ برائی کی نوعیت کے مطابق اس کا بدلہ دیا جاسکے۔

خلاصہ قول یہ ہے کہ شریعت فطرت قائم کرنے کے لیے آئی ہے، اس کے تمام اعمال فطرت کے احیاء کے لیے ہیں۔ چنانچہ ابن عاشور لکھتے ہیں کہ شریعت کے مقاصد عامہ میں سے ایک حفاظتِ فطرت ہے۔ضروری ہے کہ وہ فطرت کے تقاضوں کی رعایت کریں۔

علال فاسی کی رائے میں فطرت مقاصد شریعت کو سمجھنے کا ایک طریقہ ہے۔ انسانی فطرت تمام امور کو تنہا اپنے بل بوتے پر سمجھنے پر قادر نہیں ہے۔ فطرت انسانی کی رہنمائی کے لیے وحی الٰہی کا بذریعہ رسول آنا اس کہ ہدایت کے لیے ضروری ہے۔وہ رقم طراز ہیں:"جس وقت روئے زمین پر مخلوق کی پیدائش دراصل مادے کا طبعی ترقی کے ذریعے حیوان میں تبدیل ہونے کا عمل تھا۔اس عمل کے دوران پرندے کیڑے مکوڑے یکے بعد دیگرے نمودار ہوئے اور اجتماعی زندگی کی شروعات ہوئی، ایسا ماحول مرتب ہو گیا جس میں انسانی زندگی کی حفاظت کا سامان تھا۔ ابھی تک عقل کوتاہ نظر تھی۔عقل کو کامل ہونے اور تہذیبی ترقی حاصل کرنے کے لیے، فطرت کے قواعد کو سمجھنے کے لیے ایک ایسے انسان رہنما کی تلاش تھی جو ان کی تعلیم و تربیت کرے غور و فکر میں ان کی رہنمائی کرے۔اس طور انسانیت ترقی اور علم کے حصول کے مراحل میں آگے کی طرف سفر کرتی رہی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور دینی ہدایات تکمیل کو پہنچیں"۔[44]ابن عاشور فطرت کو انسان کے عقلی و جسمانی امکانات کی درست کاوش و عمل گردانتے ہیں۔یہی مفہوم مسلم مناطقہ مثلا ابن سینا اور دیگر کا بھی ہے۔[45]اسلام میں اعتقادات کی اصل و بنیاد فطرت عقلیہ کے تقاضوں کے مطابق ہے۔اگر شریعت میں انسانی فطرت کے اصول و قواعد کو مد نظر رکھے بغیر احکام دیے جاتے تو اس کی صفات جیسا کہ اس کا عمومی اور دائمی ہونے کی نفی ہوتی۔علال فاسی احکام شرعیہ اور شرعی تکالیف کی معقولیت کو ضروری جانتے تھے[46]۔ابن عاشور نے علماء و فقہاء کے لیے لازمی قرار دیا کہ وہ قانون سازی کی علتوں کو مد نظر رکھیں، احکام کے ظاہری اور مخفی مقاصد کو جانیں اور انہیں پہچانیں۔[47]

اجتہاد اور فطرت کا تعلق:

اجتہاد اور فطرت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ مجتہد فطری درستگی کی تلاش میں بقدر استطاعت اجتہاد کرتا ہے۔ اجتہاد وہ درست لائحہ عمل ہے جس کے ذریعے شریعت کو فطری تقاضوں کے مطابق سمجھنے کی سعی کی جاتی ہے۔اجتہاد کے ذریعے فطرت کو سیدھا اور مستقیم رکھنے میں مدد ملتی رہتی ہے۔[48] یہاں حضرت عبداللہ بن عمر کا قول واضح طور پر بات کو سمجھنے میں کارگر ہے، امام شاطبی نے الموافقات میں درج کیا ہے کہ ہر مجتہد برحق اگرچہ نبی نہیں ہوتا، لیکن اس کے دل میں نبوی شان اور بنوی فکر داخل کر دی گئی ہوتی ہے۔[49]

اسماعیل حسنی فطرت پر ابن عاشور کے آراء کا نچوڑ یوں نکالتا ہے کہ فطرت عقلی و جسمانی اور ذاتی امکانات کا ایک حصہ ہے۔مقاصد شریعت کے اصول و فروع، فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔اسی ہم آہنگی کے باعث مکلف ہونے کی ذمہ داری ملتی ہے۔فطرت کی سمجھ اور اسے مد نظر رکھنا مجتہد و فقیہ کے لیے

ضروری ہے کیونکہ متعدد مقاصد شریعت کی بنیاد فطرت ہے۔[50] فطرت خیر اور بھلائی حاصل کرنے اور مضرت و فساد کے ازالہ اور اس سے بچنے کی راہ ہے۔ علماء محققین اسی باعث احکام شریعت کی معرفت میں، سیاست میں، ملکی تدابیر میں فطرت کو مد نظر رکھتے ہیں۔[51]

ابن عاشور نے فطرت سے استدلال کو صاحب عقل و شعور لوگوں کی پسند قرار دیا ہے۔ فقہی استنباط کرتے ہوئے مجتہد فطرت سے قریب تر والے کو ترجیح دے گا۔ اس حوالے سے ابن عاشور نے آیت قرآن (وَشَاوِرْہُمْ فِی الْاَمْرِ)[52] (اور اہم کاموں میں ان سے مشورہ کیا کریں۔) کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس آیت سے وجوب کا فائدہ نکلتا ہے یا یہ مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے؟ نبی کے ساتھ خاص ہے یا امت کے حق میں عام ہے؟ باہمی مشورہ کرنا فطرت سلیمہ ہے۔ ابن عاشور نے وجوب اور عموم کے قول کو ترجیح دی ہے۔ اللہ تعالی مخلوق سے مشورہ کرنے سے ماوراء ہے، اس بے نیازی کے باوجود وہ اپنے بندوں کو مشورہ میں شامل کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: (اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً)[53] (ترجمہ: میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔) تاکہ انسان کو مشورہ اور رائے دہی کی اہمیت کا پتا چل جائے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ابن عاشور لکھتے ہیں کہ کسی چیز میں اصل و تکوین کا جمع ہو جانا اس کی آپس میں قربت و انسیت پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ آدم کی تخلیق کے وقت فرشتوں سے مشورہ کرنا۔ اب اس حوالے سے مشورہ سے قربت و انسیت انسان کے لیے لازم و ملزوم ہے۔[54]

فطرت پر موجود ان آراء کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ "فطرت" اللہ تعالی کی طرف سے انسان کو ودیعت کردہ وہ وصف ہے جو مقاصد شریعت کی معرفت میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ چونکہ انسان اللہ تعالی کا مخاطب ہے، مکلف وہی ہے جو صاحب عقل و شعور ہو۔ اسلام انفس و آفاق میں بار بار غور و فکر، تفکر اور تدبر کی دعوت دیتا ہے۔ تاکہ انسان اپنی اس فطرت سلیمہ سے کام لے کر حق اور باطل کی معرفت حاصل کر سکے، خیر کو تلاش کر کے اس کے حصول کی کوشش کرے۔ شر کو جان کر اس سے بچنے کی راہیں نکالے۔

(اِلَّا مَنْ اَتَی اللہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ)[55]

ترجمہ: مگر وہی شخص جو اللہ کی بارگاہ میں سلامتی والے بے عیب دل کے ساتھ حاضر ہوا۔

انسان میں مال کی محبت، غصہ، بھول چوک، تکبر، فخر و غرور۔ اصل انسان میں عاجزی و انکساری ہے یہی اس کی فطرت ہے۔ حق کی پہچان کی صلاحیت ہر انسان میں ہے اب وہ اسے مانے یا نہ مانے۔

"دین اصل میں فطرت ہے۔ یعنی فطری چیزوں کو نبی آکر شریعت کی شکل دیتا ہے۔ جیسا کہ سچ بولنا اچھی بات ہے یہ فطری دین ہے۔ کوئی نبی نہ بھی آتا تو یہ بات قرآن کے اس اصول کے تحت (فَاَلْہَمَہَا فُجُوْرَہَا وَ تَقْوٰہَا)[56] (ترجمہ: پھر اس نے اس کی بدکاری اور پرہیزگاری کی تمیز سمجھا دی۔) کے عنوان سے بیان کر دی گئی

ہے۔اچھائی اور برائی کا وہ سارا مواد جو کسی بھی انسان کو درکار ہے فطری طور پر اس کے اندر موجود ہے۔چوری کرنا یاد ھوکہ دینا بری بات ہے یہ کوئی پیغمبر نہ بھی آتا تو بھی دین تھا کیونکہ یہ سب چیزیں تطہیر سے متعلق ہیں۔یہ بات قرآن میں بھی ایک جگہ مذکور ہے کہ ہم نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا۔ارشاد باری تعالی ہے:

(فِطْرَتَ اللهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا)[57]

ترجمہ:اللہ تعالی نے لوگوں کو فطرت صحیحہ پر پیدا کیا اور اس اصلی اور جبلی فطرت کو کوئی نہیں بدل سکتا،یہی دین اسلام سیدھا دین ہے کہ جو اس اصلی فطرت کے مطابق ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

نتائج

1. ابن عاشور اور علال فاسی کی رائے میں قرآن و سنت کی نصوص میں فطرت سے مراد توحید،اسلام اور فطرت الٰہیہ ہیں۔
2. ابن عاشور اور علال فاسی " فطرت" کو اسلامی شریعت کا عظیم وصف قرار دیتے ہیں جس پر مقاصد شریعت کی بنیاد رکھی گئی ہے چنانچہ اسلامی شریعت اور فطرت لازم و ملزوم ہیں۔ اسلامی شریعت کی تعلیم،دراصل تعلیم فطرت ہے۔
3. ابن عاشور لکھتے ہیں کہ شریعت کے مقاصد عامہ میں سے ایک مقصد حفاظتِ فطرت ہے۔علال فاسی بھی فطرت کو مقصد شریعت قرار دیتے ہیں۔
4. ابن عاشور کی رائے میں فطرت اصل خلِا قت ہے جس سے تمام انسانیت یکساں طور پر متصف ہے۔شریعت اسلامیہ قیام فطرت اور اس سے متعلقہ اعمال کی حفاظت کی کرتی ہے۔
5. علال فاسی کی رائے میں فطرت انسان کی روحانی صفت ہے۔
6. علال فاسی کی رائے میں علال فاسی کی رائے میں فطرت امکانات اور استطاعت کا مجموعہ ہے جس میں عقل کا کچھ حصہ ، معرفت کے حصول کی قدرت ، تہذیب کا رجحان ، اطاعت و فرمانبرداری،حواس خمسہ کا استعمال،غیب کی تحقیق و جستجو شامل ہے۔

مصادر و مراجع

1۔ سورۃالروم30/30

al Qur’an:30/30

2۔ سورۃالأنعام:6/79

al Qur’an:6/79

3۔ سورۃالإسراء: 17/51

al Qur’an:17/51

4۔ سورۃطٰہٰ: 20/ 72

al Qur’an:20/72

5۔ سورۃھود:11/ 51

al Qur’an:11/51

6۔ سورۃیٰسٓ:36/ 22

al Qur’an:26/22

7۔ سورۃزخرف:43/27

al Qur’an:43/27

8۔ سورۃالانبیاء:21/ 56

al Qur’an:21/56

9۔ سورۃمریم:19/90

al Qur’an:19/90:

10۔ سورۃالإنفطار:82/ 1-2

al Qur’an:82/1-2

11۔ سورۃالأنعام: 6/ 14

al Qur’an:6/14

12۔ سورۃیوسف: 12/ 101

al Qur’an:12/101

13۔ سورۃإبراھیم: 14/ 10

al Qur’an:14/10

14۔ سورۃفاطر: 35/ 1

al Qur’an:35/1

15۔ سورۃالزمر: 39 / 46

al Qur’an:39/46

16۔ سورۃالشوریٰ:42/ 11

al Qur’an:42/11

17۔ سورۃالملک: 67 / 3

al Qur’an:67/3

18۔ سورۃالمزمل: 73 / 18

al Qur’an:73/18

19۔ بھاءالدین عبداللہ ابن عقیل العقیلی الھمدانی المصری، شرح ابن عقیل علی الفیۃ ابن مالک، الموقع الرسمی للمکتبۃ الشاملۃ۔ ص810۔

Ibn e Aqil,Sharh Ibn e Aqil ala alfiat Ibn e Malik,p.810. shamela.ws>book 99047 page.810.accessed on Monday sep 3 2018,8:16 pm

20۔ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، ابواب ۸۰ اور ۹۳؛ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ سے مروی ہے: قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مامن مولود إلا یولد علی الفطرۃ الخ۔ ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جیسا کہ جانور صحیح سالم بچہ جنتے ہیں، کیا اس کے ناک، کان کٹے ہوئے دیکھتے ہو؟ اس کے بعد حضرت ابو ہریرۃ نے دریافت کیا کہ وہ بچہ جو بچپن میں ہی وفات پا جائے اس کے

متعلق آپ کی کیارائے ہے؟تو فرمایا:اللہ اس بات کو زیادہ جاننے والا ہے جس پر وہ آئندہ عمل پیرا ہوتے"۔کتاب القدر باب کل مولود یولد علی الفطرۃ 8/ 52 (اسماعیل حسنی،ابن عاشور کا نظریہ مقاصد۔ص 348 ۔

Imam Bukhari,Sahih al Bukhari,kitab al janaiz,abwab: 80 ,93;Imam Muslim,Sahih Muslim, it is narrated by Abu Hurairah: qala qala rasul Allah Sallalaho alaih e wasallam : ma min mawludin alla yulad ala al fitrah ..."

.hr bacha islam ki fitrat pr paida hota hy.us k maa baap usy yahoodi,nasraani or majoosi bna dety hn. Jaisa k janwar sahih salim bacha janty hn.kia us k nak kan kty huay daikhty ho?phir Hazrat abu Hurairah ny daryaft kia k who bacha jo bachpan me hi wafat pa jai us k mutaliq aap ki kia rai hy?to farmaya Allah is baat koa ziada jan nay waala hy jis pr wo aainda amal paira hoty"

21۔ ابن اثیر کے نام سے تین بھائی مشہور ہوئے ہیں۔تینوں اسلامی تحقیقات میں خاص مقام ومرتبہ رکھتے ہیں۔ایک کا لقب"عزالدین" دوسرے کا"حجۃ الدین"اور تیسرے کا"حسیاء الدین" ہے۔مشہور کتب "کامل التواریخ" اور "اسد الغابۃ" عزالدین کی تحریر کردہ ہیں۔"جامع الاصول" اور"النہایۃ" حجۃ الدین کی مشہور تصانیف ہیں۔

Ibn athir k naam sy teen bhai mashoor huay hn.teeno islaami tehqiqaat me khas maqaam o martba rakhty hn Aik ka laqab:Izzuddin,doosry ka Hujjatuddin,aur teesry ka Hasyauddin hy.mashhoor kutub : kaamil al tawarikh or,usd al Ghabah,Izzuddin ki tehrir karda hn.Jam' al usul,or al nihayah Hujjatuddin ki mashhoor tasanif hn.

22۔ ابن حنبل۔المسند۔مسند الشامیین،حدیث وابصہ بن معبد،حدیث نمبر17315۔

Ibn e Hanbal ,al Musnad,Musnad al Shamiyin,Hadith Wabisah ibn Mabad,Hadith no.17315

23۔ دیکھیے:بحوالہ فہرست مقاصد شریعت،ڈاکٹر محمد کمال الدین امام۔ج1ص 390 ۔

Muhammad Kamal ud Din Imam,Dr.,Fehrist e Maqasid e Shariat,vol.1,p.390.

24 ابن عاشور:علامہ مفسر محمد الطاہر بن محمد بن محمد الطاہر بن عاشور تونس سے تعلق رکھنے والے(1296ھ-1879م/1393ھ-1973م)مالکی فقیہ تھے۔وہ اپنی بہترین تصانیف خصوصا تفسیر التحریر المعنی السدید وتنویر العقل الجدید من تفسیر الکتاب المجید اور عالم اسلام کی مقاصد کے حوالے سے اولین باضابطہ تصنیف:مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ کے باعث خاص مقام رکھتے ہیں۔

Ibn Ashur: Allama ,Mufassir,Muhammad al Tahir bin Muhammad bin Muhammad Al Tahir bin Ashur Tunas sy talluq rakhny waly Maaliki Faqih thy.woh apni behtreen tsanif Khasusan Tafseer Al Tahrir wa Al Tanwir Al mani Al Sadid wa Tanwir Al Aql Al Jadid min Tafsir al Kitab al Majid or Alam Islam ki maqasid ky hawaly sy awlin bazabita tasnif :maqasid al Shariah Al Islamiah ky baais Khas muqam rakhty hn.

25۔ سورۃ الروم: 30/30

al Qur'an:30/30

26۔ ابن عطیہ اندلسی:مشہور مفسر قرآن کا مکمل نام ابو محمد بن ابی بکر غالب بن عبد الرحمن بن غالب بن عبد الرووف بن تمام بن عبد اللہ بن تمام بن عطیۃ بن خالد بن عطیۃ المحاربی(481-541ھ)،غرناطہ کے قبیلہ قیس عیلان بن مضر سے تعلق تھا۔علم تفسیر،علم حدیث،قواعد،لغت،ادب عربی اور شعر کے ماہر تھے۔

Ibn Attiya andlusi :mashhoor mufassir e Quran ka mukammal naam abu Muhammad bin Abi Bakr Ghalib bin Abd u Rehman bin Ghalib bin Abdu r Raoof bin Tmam bin Abddullah bin Tmam bin Attiya bin Khalid bin Attiya al Maharbi(481-541A.D) tha.Gharnata ky qabeely Qais Ailaan bin muzar sy talluq tha.Ilm Tafseer ,Ilm Hadith, Qawaaaid, Lughat ,adab arabi or sher ky maahir thy.

27۔ زمخشری:علامہ ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد خوارزمی زمخشری(467-538ھ)ممتاز مفسر قرآن،بلند پایہ نحوی اور معتزلی عالم تھے۔الکشاف اور المفصل ان کی کتب آج بھی موجود اور مقبول ہیں۔

28۔ محمد الطاہر بن محمد بن محمد الطاہر بن عاشور ،مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ۔ص 176 - 187 ۔

Muhammad al Tahir bin Muhammad bin Muhammad bin Ashur,Maqasid al Shariah al Islamiah,pp.176-187.

29۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ بن عباس فرماتے ہیں "لم اکن ادری ما فاطر السموات والارض حتی اتی اعرابیان یختصمان فی بئر فقال احدھما انا فطرتھا الا بتدا تھا"۔بیھقی،شعب الایمان۔ج 2ص258؛طبری۔ج1ص 3111 ؛الواضح فی اصول الفقہ https://books google.com.pk>books. Searched at 9:48 a.m, 7.9.2018

Words of hadith are :narrated by ibn e Abbass:" lam akun adri ma fatir al smawat wa al ard hata ata Arabian yakhtasiman fi brin fqal ahda hma ana fatart ha al ibtdat ha"

30۔ سورۃ الاعراف: 7/ 179

Al Qur'an:7/179a

31۔ سورۃ الروم: 30 / 30

al Qur'an:30/30

32۔ سورۃ البقرہ: 2/ 213

Al Qur'an:2/213

33۔ محمد الطاھر بن محمد بن محمد الطاھر بن عاشور ،التحریر والتنویر۔ج 2ص 303 ۔ 304۔

Muhammad al Tahir bin Muhammad bin Muhammad bin Ashur, Al Tahrir Wa al-Tanvir Vol 2,pp.303,304.

34۔ سورۃ الروم: 30/ 30

al Qur'an:30/30

35۔ سورۃ فاطر: 35 / 43

36۔ محمد الطاھر بن محمد بن محمد الطاھر بن عاشور، اصول النظام الاجتماعی۔ص 9117۔

Muhammad al Tahir bin Muhammad bin Muhammad bin Ashur,usul al nazam al Ijtamai,p.9117.al

37 علال فاسی: محمد علال فاسی(1910-1974) مراکش کی سیاست دان مصنف شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مذہبی عالم تھے۔انہیں ماڈرن اسلامک تھاٹ میں خاص مقام حاصل تھا۔وہ مراکش کے مذہبی امور کے وزیر بھی رہے۔

Allal Fassi :Muhammad Allal fassi (1910-1974) marakashi siyasat dan , musannif,or shaair hony ky sath sath azim mazhabi scholor bhi thy.unhain modern Islamic Thought me Khas muqam Hasil tha.wo marakash ky wazir mazhabi umur bhi rhy.

38۔ علال الفاسی، مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ ومکارمھا۔ص 9 ۔

Allal al Fassi,maqasd al Shariah al Islamiah wa makarmha,p.9

39۔ حوالہ سابقہ۔ص 69 ۔

Ibid.

40۔ ابن عاشور کا نظریہ مقاصد۔اردو۔ص 355 ؛الإصلاحیۃ العربیۃ والدولۃ الوطنیۃ۔ص 59 ۔

Hassani,Ibn e Ashur ka nazriah e Maqasid,p.355

41۔ الاسراء،بنی اسرائیل: 17 / 9

Al Qura'n:17/9.

42۔ علال الفاسی، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ ومکارمھا۔ص 70 ، 71۔

Allal al Fassi,maqasd al Shariah al Islamiah wa makarmha,pp70,71.

43۔ ایضا،ص 71۔

Ibid.

44۔ علال الفاسی، مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ ومکارمھا۔ص 9 ۔

Allal al fassi,maqasd al Shariah al Islamiah wa makarmha,p.9

45۔ دیکھیے: کتاب النجاۃ فی الحکمۃ المنطقیۃ والطبیعیۃ۔ص۹۸-۱۰۰؛ابن تیمیہ، نقد المطق: تحقیق عبدالرحمان الصنیع، قاہرہ: مطبع السنۃ المحمدیہ، طبع اول، 1951م۔ص 29 ۔

46۔ دیکھیے: علال الفاسی، مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ ومکارمھا۔ص 71۔

Allal al Fassi,maqasd al Shariah al Islamiah wa makarmha,p.71

47۔ محمد الطاھر بن محمد بن محمد الطاھر بن عاشور ، مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ۔ص 49۔

Muhammad al Tahir bin Muhammad bin Muhammad bin Ashur,Maqasid al Shariah al Islamiah,p.49

48۔ دیکھیے: محمد الطاھر بن محمد بن محمد الطاھر بن عاشور، التحریر والتنویر، ج 30 ص 429

Muhammad al Tahir bin Muhammad bin Muhammad bin Ashur, Al Tahrir Wa al-Tanvir Vol 30,p429

49۔ الشاطبی،لموافقات۔ 3/ 371 ؛اسماعیل حسنی،ابن عاشور کا نظریہ مقاصد،ص 359 ۔

Shatbi,al Mawafiqat, 3/371;Ismail Hassani,Ibn e Ashur ka nazriah e Maqasid,p 359

50۔ دیکھیے:اسماعیل حسنی،ابن عاشور کا نظریہ مقاصد۔ص 370۔

Ismail Hassani,Ibn e Ashur ka nazriah e Maqasid,p.370

51۔ دیکھیے:خصائص التشریع۔ص 108 ۔بحوالہ نظریہ مقاصد حسنی۔ص 370 ۔

Ibid

52۔ سورۃ آل عمران: 3 / 159

al Qur'an:3/159

53۔ سورۃ البقرۃ: 2/ 30

al Qur'an: 2/30

54۔ محمد الطاہر بن محمد بن محمد الطاہر بن عاشور،التحریر والتنویر،ج 2ص 301 بحوالہ حسنی، نظریہ مقاصد،ص 370

Muhammad al Tahir bin Muhammad bin Muhammad bin Ashur, Al Tahrir Wa al-Tanvir

55۔ سورۃ الشعراء: 26 / 89

al Qur'an:26 /89

56۔ سورۃ الشمس: 91/ 8

:91/8 al Qur'an

57۔ سورۃ الروم: 30/ 30

al Qur'an:30/30